اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ ط اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا

(بنیٓ اسرآئیل:25)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

رجب، شعبان اور رمضان کے فضائل:

کچھ اوقات، کچھ مقامات اور کچھ اشخاص ایسے ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں اللہ رب العزت کے ہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ان اوقات میں سے آج کی رات (شبِ برأت) بھی قبولیت کی رات ہے۔ احادیث میں اس کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ رجب، شعبان اور رمضان المبارک تینوں مہینے اکٹھّے آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے ہاں ان مہینوں کی بڑی اہمیت ہے۔

☆......اللہ رب العزت نے رجب کو معراج کی رات کے ذریعے فضیلت بخشی اور رمضان المبارک کو لیلۃ القدر کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔ان دونوں مہینوں کے درمیان شعبان کا مہینہ آتا ہے۔اسلئے یہ کریم الطرفین مہینہ کہلاتا ہے۔حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ جب نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا مانگتے تھے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَافِیْ رَجَبِ وَشَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ

اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

☆......نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رجب کا مہینہ اللہ رب العزت کا مہینہ ہے......کیوں؟ اس لئے کہ عام طور پر اس مہینے میں مالدار لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں اور غریبوں کا خیال کرتے ہیں ......پھر ارشاد فرمایا کہ شعبان کا مہینہ میرا مہینہ ہے......اور پھر ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ میری گنہگار

امت کا مہینہ ہے۔

☆......بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ رجب کا مہینہ بیج ڈالنے کا مہینہ ہے، شعبان کا مہینہ آب پاشی کا مہینہ ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ فصل کاٹنے کا مہینہ ہے۔

☆......یا یوں سمجھئے کہ رجب کا مہینہ پتے نکلنے کا مہینہ ہے، شعبان کا مہینہ پھل لگنے کا مہینہ ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کا پھل کاٹنے کا مہینہ ہے۔

☆......اگر رجب کو ہوا کی مانند سمجھا جائے تو شعبان کا مہینہ بادل کی مانند ہے اور رمضان المبارک رحمتوں کی بارش کی مانند ہے۔

☆......رجب کے مہینے میں انسان کے اعمال سات گنا بڑھتے ہیں، شعبان کے مہینے میں سات سو گنا اور رمضان المبارک کے مہینے میں ایک ہزار گنا بڑھ جاتے ہیں۔

☆......رجب کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو قرآن مجید کو بقیہ آسمانی کتابوں پر، شعبان کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو نبی اکرم A کو باقی انبیا پر اور رمضان المبارک کے مہینے کو باقی مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو اللہ رب العزت کو اپنی مخلوق پر۔

☆......رجب کا مہینہ گنہگاروں کی مغفرت کا مہینہ، شعبان کا مہینہ شفاعت کا مہینہ اور رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کے بڑھنے کا مہینہ ہے۔

رحمتوں کی ابتدا:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کو اللہ رب العزت کے کلام کے ساتھ خصوصی مناسبت حاصل ہے۔ اس لئے کہ جتنی بھی آسمانی کتابیں اتریں وہ سب کی سب رمضان المبارک میں اتریں۔ اس مبارک مہینے کی برکتوں کی ابتداء پندرہ شعبان کی رات سے ہو جاتی ہے۔ وہ

اس کی مثال اس طرح دیتے ہیں کہ سورج نکلنے کا وقت تو بہت دیر سے ہوتا ہے۔اس سے دو گھنٹے پہلے طلوع سحر ہو جاتی ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے۔حتیٰ کہ سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے ایسے ہی روشنی ہوتی ہے جیسے سورج طلوع ہو چکا ہو۔بعض اوقات لوگوں کو غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ سورج نکلا ہے یا نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ پندرہ شعبان کی رات رحمتوں بھرے اس مہینے کے لئے طلوعِ سحر کی مانند ہے۔ پھر ہر دن میں یہ نور بڑھتا رہتا ہے۔حتیٰ کہ رمضان المبارک سے چند دن پہلے ایسی برکتیں نازل ہوتی ہیں جیسا کہ رمضان المبارک میں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ پھر رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو رحمتوں کا سورج طلوع ہو جاتا ہے۔گویا آج کی رات سے خصوصی برکتوں والے مہینے کی رحمتوں کی ابتداء ہوگئی ہے۔

بجٹ بننے کی رات:

علمانے اس رات کو بجٹ کی رات کہا ہے۔جیسے ہمارے ملکوں میں بجٹ بنتا ہےاور آنے والے سال کے فیصلے کیے جاتے ہیں کہ کہاں کیا خرچ کیا جائے گا اور کیا کیا کام کیے جائیں گے،اسی طرح اللہ رب العزت پندرہ شعبان کی رات فرشتوں کوحکم دیتے ہیں کہ آئندہ سال جو واقعات ہونیوالے ہیں ان کی فہرستیں تیار کر لیں......کس کو صحت ملنی ہے......کس نے بیمار ہونا ہے......کس نے زندہ رہنا ہے......کس نے فوت ہونا ہے......کس کا رزق تنگ کرنا ہے......کس کا رزق کشادہ کرنا ہے......کس کو عزت ملے گی......کس کو ذلت ملے گی......کس کو خوشیاں ملیں گی......کس کو غم ملیں گے......کس کو ایمان ملے گا......اور کون ایمان سے محروم کر دیا جائے گا۔ ......ان تمام باتوں کے فیصلے آج کی رات ہوتے ہیں۔ ۲۷ رمضان المبارک کو یہ فہرستیں اللہ رب العزت کے حکم سے فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔گویا عمل درآمد کے لئے فہرستیں ہرڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔

پندرہ شعبان کا روزہ:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں قسمت کے فیصلے ہوتے ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ جب یہ فیصلے ہوں تو میں روزہ کی حالت میں ہوں۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ پندرہ شعبان کا روزہ رکھا کرتے تھے۔اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا سنت ہے۔

ایک حدیثِ پاک کے راوی ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے تھے۔ جب وہ اسلام قبول کرنے کے لئے چل کر آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے دل میں القاء فرمایا کہ یہ اپنی قوم کا بڑا کریم آدمی آ رہا ہے اس کی عزت کریں۔ چنانچہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے اوران کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور فرمایا کہ اس چادر پر چل کر آؤ۔لیکن وہ اتنے ادب والے تھے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے چادر کو اٹھا دیا اور کہنے لگے کہ مجھے زیب نہیں دیتا کہ میں آپ کی چادر مبارک کے اوپر پاؤں رکھ کر آؤں۔ جب انہوں نے چادر کو اٹھا لیا تو نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا

اَبُوْ اُمَامَةُ كَنْزُ الْاَدَبِ وَ الصِّيَانَةِ ابوامامہ ادب اور صیانت کا خزانہ ہیں۔

وہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا مِّنْ شَعْبَانِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجِنَانِ وَ غُلِّقَتْ عَلَيْهِ اَبْوَابُ النِّيْرَانِ

جو آدمی شعبان میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت کے دروازے کھول دیتے ہیں اور جہنّم کی آگ کے دروازے اس پر بند فرما دیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پندرہ شعبان کی رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔اس رات

غروبِ آفتاب کے بعد ہی اللہ تعالیٰ آسمان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ

۔ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟

۔ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اسے رزق عطا کروں؟

۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کی مصیبت کو دور کروں؟

۔ ہے کوئی حاجت طلب کرنے والا کہ میں اس کی حاجت روائی کروں؟

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں بخشش کے اعلان ہوتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ رب العزت کی رحمت کو پانے کی کوشش کریں۔

قبولیتِ دعا کے اسباب:

آج قبولیتِ دعا کے تمام اسباب موجود ہیں۔

(۱) وقت بھی قبولیت کا ہے۔ کیونکہ اس رات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(۲) محفل بھی قبولیت کی ہے۔ اس وقت بہت سے ایسے علماء وصلحاء موجود ہیں جو حدیث اور تفسیر پڑھانے میں اپنا وقت گزارتے ہیں، لوگوں کو اللہ اللہ سکھاتے ہیں اور اللہ کے راستے میں ان کی زندگیاں گزرتی ہیں۔ یہ ذاکرین کی محفل ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ لوگ کتنی کتنی دور سے یہاں آئے بیٹھے ہیں۔ یہ نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیب فرمادی ہے۔

(۳) جگہ بھی قبولیت کی ہے۔ یعنی اللہ کے گھر (مسجد) میں بیٹھے ہیں۔ اگر کوئی دنیادار کے گھر میں آکر بیٹھ جائے تو وہ دنیادار بھی لحاظ کر لیتا ہے، ہم سب پروردگار کے گھر چل کر آئے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ لحاظ نہیں فرمائیں گے۔

ہم لوگ سارا سال لوگوں کے سامنے شکوے کرتے پھرتے ہیں اور اپنی پریشانیاں سناتے پھرتے ہیں۔

کچھ بیچارے تو عاملوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں اور کئی اربابِ اقتدار کے دروازے کھٹکھٹاتے پھرتے ہیں۔لیکن جب دھکے کھا کھا کر کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلتا تو بالآخر کہتے ہیں کہ اللہ تو ہماری سنتا ہی نہیں۔(معاذ اللہ)......آج سنانے کا وقت ہے۔جب آج فیصلے ہو رہے ہیں اور قلم چل رہا ہے تو کیوں نہ ہم پروردگار کے سامنے آج ہی رولیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے بارے میں خیر کا فیصلہ فرمادیں۔

سراپا سوالی بن کر دعا مانگیں:

ہمیں چاہیے کہ ہم مانگنے کے طریقے سے دعا مانگیں۔کئی مرتبہ انسان دعائیں پڑھتا ہے دعائیں مانگتا نہیں ہے۔یہ یاد رکھئے کہ دعائیں پڑھنا اور بات ہے اور دعائیں مانگنا اور بات ہے۔دعائیں پڑھنا تو یہ ہوا کہ جلدی جلدی یہ پڑھ دیا جائے

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ......(البقرہ:201)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ......(الاعراف:23)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا ......(ال عمرٰن:8)

چنانچہ دعائیں مانگنے کے بعد پوچھیں کہ کیا مانگا ہے تو کہتے ہیں کہ جی معلوم نہیں کہ کیا مانگا ہے۔اسے دعائیں پڑھنا کہتے ہیں دعائیں مانگنا نہیں کہتے۔یاد رکھیں کہ دعائیں پڑھنے سے قبول نہیں ہوتیں بلکہ مانگنے سے قبول ہوتیں ہیں......اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دعائیں مانگنا کسے کہتے ہیں؟......تو سنئے کہ دعائیں مانگنا اسے کہتے ہیں کہ مانگنے والا سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سراپا سوال بن جائے۔ذرا چشمِ تصور سے دیکھیں کہ جس فقیر نے ایک روپیہ مانگنا ہوتا ہے وہ کپڑے بھی ایسے پہنتا ہے جیسے مانگنے والا، چلتا بھی ایسے ہے جیسے پریشان حال، وہ ہاتھ بھی ایسے پھیلاتا ہے جیسے کوئی فریادی

پھیلاتا ہے۔ وہ آواز بھی درد بھری نکالتا ہے۔ جس نے ایک روپیہ کسی انسان سے مانگنا ہوتا ہے اگر وہ اس طرح فریادی بن کر سوال کرتا ہے تو جس نے اللہ رب العزت سے اللہ کو مانگنا ہو تو سوچئے کہ اس کو کتنا فریادی بن کر سوال کرنا ہوگا۔

کیا ہم اس طرح دعائیں مانگتے ہیں؟ جواب ملے گا، نہیں۔ اسی لئے تو ہمیں قبولیتِ دعا میں دیر نظر آتی ہے۔ اگر صحیح طریقے سے دعا مانگیں گے تو پروردگار دینے میں دیر نہیں کریں گے...... آپ ذرا اس مثال پر غور کریں کہ کوئی سخی آدمی دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہو اور اس وقت کوئی فقیر آکر اس کے دوستوں کے سامنے کہے کہ میں نے ان سے ایک روپیہ مانگا تھا اور انہوں نے مجھے نہیں دیا تھا تو اس کو کتنا برا محسوس ہو گا کہ یہ میرے سارے دوستوں کی محفل میں دعوٰی کر رہا ہے کہ میں نے مانگا تھا اور مجھے نہیں دیا گیا حالانکہ میں اتنا سخی ہوں۔ جب دنیا کا سخی اپنے پیاروں کے سامنے یہ بات سننا گوارا نہیں کرتا تو اللہ رب العزت قیامت کے دن اپنے محبوب ﷺ اور دوسرے انبیاء کی موجودگی میں یہ کیسے پسند فرمائیں گے کہ کوئی یہ کہے کہ اے اللہ! میں نے مانگنے کے طریقے سے مانگا تھا اور مجھے محروم کر دیا گیا تھا۔ یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ اس داتا کے بارے میں کوئی یہ کہے کہ اے اللہ! میں نے مانگا تھا مجھے ملا نہیں۔

دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں

دنیا دار دیتے ہیں تو انہیں رنجش ہوتی ہے جبکہ پروردگار کا معاملہ اور ہے۔ وہ دیتے ہیں تو انہیں خوشی ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے

مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهِ يَغْضَبْ عَلَيْهِ جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ رب العزت اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔

گویا پروردگارِ عالم سے جتنا مانگیں گے وہ اتنا ہی ہم سے راضی ہوں گے۔ یہ مانگنے کی رات ہے لہٰذا خوب دل کھول کر مانگئے گا اس لئے کہ دنیا دار سے نہیں مانگنا۔ دنیا دار سے تو ایک دفعہ مانگیں تو وہ دے دے گا۔ دوبارہ مانگیں تو وہ دے دے گا۔ تیسری چوتھی بار ذرا مانگیں تو وہ تیوری چڑھائے گا، پھر مانگیں گے تو آگے پیچھے ہو جائے گا، پھر مانگیں گے تو زبان سے صاف کہہ دے گا کہ مجھے پریشان نہ کریں، ہر وقت مانگنے آجاتے ہیں۔ دنیاداروں سے اگر بار بار مانگیں تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ بندہ ایک دفعہ مانگے تو عطا کر دیتے ہیں، دوسری دفعہ مانگے تو تب بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ بلکہ جو بندہ ہر وقت اللہ سے مانگے اور ہر چیز اللہ سے مانگے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے اولیاء میں شامل فرما لیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا ولی ہے، میرے سوا کسی سے مانگتا ہی نہیں۔ ہر وقت مجھ سے مانگتا ہے اور ہر چیز مجھ سے مانگتا ہے۔

خیر کا ارادہ:

ہم خوش نصیب ہیں کہ رب کریم نے ہمیں زندگی میں ایک بار پھر ایسی محفل عطا فرما دی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بیمار کر دیتے تو ہم ہسپتال میں پڑے ہوتے، اگر کوئی اور ایمرجنسی ہو جاتی تو ہم اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حالات کو اچھا رکھا اور ہمیں صحت و عافیت کے ساتھ یہاں اکٹھے مل بیٹھنے کی توفیق عطا فرما دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دینے کا ارادہ ہے، کیونکہ جب کوئی سخی اپنے در پر مانگنے والوں کو بلوائے تو اس کا ارادہ دینے کا ہوتا ہے، اس کو خالی لوٹانے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ اگر خالی بھیجنا ہوتا تو بلاتا ہی کیوں؟ بلانا اس بات کی دلیل ہے کہ ارادہ خیر کا ہے۔ اب ہم نے اس خیر کو مانگنے کے طریقے سے مانگنا ہے۔ اگر ایک بندہ کسی کے سامنے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلائے لیکن چہرہ پشت کی طرف کر لے تو دینے والا اس بندے کو کچھ نہیں دے گا۔ وہ الٹا اس سے ناراض ہو جائے گا کہ تم نے تو

میری بے عزتی کی ہے کہ تم نے ادھر ہاتھ پھیلایا اور چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔ جس طرح کوئی فقیر ہاتھ پھیلائے اور اپنا رخ موڑ لے تو دینے والا ناراض ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کوئی بندہ مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھائے مگر اس کا دل غافل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا غافل دل سے دعائیں نہ مانگنا بلکہ حاضر دل سے دعائیں مانگنا۔

جماعتی طور پر دعا مانگنے کی فضیلت:

میرے دوستو! ہم محتاج اور ضرورت مند ہیں اور جس کو غرض ہوتی ہے وہ مانگتا ہے۔ لہٰذا مقولہ ہے کہ

صاحبُ الغَرضِ مَجنُونٌ جس کو غرض ہوتی ہے وہ مجنون ہوتا ہے۔

کیوں نہ آج کی رات ہم اللہ رب العزت سے دیوانوں کی طرح رو رو کر مانگ لیں اور خیر کے فیصلے کروا لیں۔ یہ کتنا بہتر ہوگا کہ مخلوق کے سامنے ذلت برداشت کرنے کی بجائے آج ہی اپنے رب کے سامنے عاجزی کر لیں۔ یاد رکھیں کہ رب کے سامنے جھکنا عزت ہے اور مخلوق کے سامنے جھکنا ذلت ہے۔ اگر آج کی رات پروردگار کے سامنے جھکیں گے تو عزت ملے گی اور بعد میں سارا سال مخلوق کے سامنے جھکتے پھریں گے تو ذلت ملے گی۔

جماعتی طور پر دعا مانگنے کی اپنی برکت ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ ہم اکیلے دعائیں مانگتے تو ہمارے نامۂ اعمال میں گناہ زیادہ ہونے کی وجہ سے پروردگارِ عالم کی رحمت متوجہ نہ ہوتی لیکن مجمع میں اگر ایک بندہ بھی ایسا ہو جس کی دعا قبول ہو جائے تو سب کی دعاؤں کو قبول کر لیا جاتا ہے۔ اس سخی کا طریقہ یہی ہے کہ اگر کوئی جماعتی طور پر دعائیں مانگے تو اگر ایک کی بھی دعا قبول ہو جائے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں قبول فرما لیتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں انسان اللہ رب العزت کی تعریف سے بات شروع

کرتا ہے اور پھر بعد میں دعائیں مانگتا ہے۔لیکن اگر اکیلا دہ نماز پڑھ رہا ہو تو وہ واحد کا صیغہ استعمال نہیں کرتا بلکہ جمع کا صیغہ ہی استعمال کرتا ہے۔وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ:4) ہی کہتا ہے۔ یہ نہیں کہ اگر اکیلے پڑھنا ہے تو اَعْبُدُ اور مل کر پڑھنا ہے تو نَعْبُدُ......اس میں کیا حکمت تھی؟ ......اس میں بندے کو سبق دیا گیا کہ تم اپنے دل میں سوچو کہ اگر میں اکیلا مانگوں گا تو معلوم نہیں کہ قبولیت ہوگی یا نہیں۔اگر میں اپنے آپ کو جماعت کا ایک فرد سمجھ کر دعا مانگوں گا تو اللہ رب العزت جماعت کی برکت سے میری دعائیں قبول کر لیں گے۔

خیر کے دریا:

علماء نے لکھا ہے کہ چار راتوں میں اللہ تعالیٰ خیر کے دریا بہا دیتے ہیں۔

(ا) لیلۃ القدر میں

(۲) شبِ عرفہ (عرفات کی رات) میں

(۳) لیلۃ البراءۃ (شبِ براءت) میں

(۴) لیلۃ الجائزہ (عیدالفطر کی رات) میں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس طرح انسانوں کی عیدیں ہوتی ہیں اسی طرح شبِ برأت فرشتوں کی عید ہوتی ہے۔

تین چیزیں تین چیزوں میں:

اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں چھپا دیا ہے......اگر بچے کو کوئی چیز ویسے ہی دے دی جائے تو اسے اس چیز کی اتنی قدر محسوس نہیں ہوتی لہٰذا اس کی ماں اس چیز کو کہیں چھپا کر رکھ دیتی ہے اور بچے کو

کہتی ہے کہ اسے ڈھونڈو۔اس کو پتہ ہوتا ہے کہ اگر یہ اس چیز کو ڈھونڈے گا اور اِدھر اُدھر جائے گا تو اس کا شوق بڑھے گا اور اس کے دل میں اس کی قدر آئے گی......اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی تین چیزوں کو تین چیزوں میں چھپا دیا ہے۔

(۱)......اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں چھپا دیا ہے......لہٰذا مؤمن بندہ ہر طرح کی نیکی کرتا ہے کہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میری کس نیکی کی وجہ سے راضی ہو جائیں۔

(۲)......اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کو اپنی معصیت میں چھپا دیا ہے......لہٰذا ایمان والا بندہ ہر قسم کے گناہ سے بچتا ہے کہ معلوم نہیں کہ میرا رب کس گناہ کی وجہ سے ناراض ہو جائے۔

(۳)......اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو اپنی مخلوق میں چھپا دیا ہے......اس لئے ہر ایمان والے بندے کی عزت کرنی چاہیے کہ معلوم نہیں کہ کس بندے کا اللہ کے ہاں کیا مرتبہ ہے۔

دنیا میں انسان جو کچھ مرضی کرتا پھرے قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کھوٹا اور کھرا کون ہے۔ایک مرتبہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سفر سے واپس آئے۔کسی نے پوچھا، حضرت! کیسے رہے؟ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا،

یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اتنے انسانوں کی بخشش......!!!

ابنِ ماجہ کی روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کو بستر پر نہ پایا۔میں آپ ﷺ کو دیکھنے کے لئے باہر نکلی تو مجھے جنت البقیع میں سے رونے کی آواز آئی۔میں اس آواز کی طرف آگے بڑھی تو دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ سجدے کی حالت میں رو رو کر اپنی گنہگار امت کے لئے دعائے مغفرت فرما رہے ہیں۔نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا سے فرمایا کہ عائشہ! اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور آج کی رات میں بنی کلب قبیلے کی بکریوں کے بالوں کے برابر جہنمیوں کو جہنّم سے بری فرما دیتے ہیں۔......بنی کلب مدینہ طیبہ کے قریب ایک مشہور قبیلہ تھا جو بکریاں پالنے میں بڑا مشہور تھا۔اس قبیلے کے ہر گھر کے اندر سینکڑوں بکریاں ہوتی تھیں......اب ایک بکری کے بال ہزاروں اور اس قبیلے کے پاس بکریاں بھی ہزاروں......اتنی تعداد میں انسانوں کی آج کی رات میں بخشش ہوگی۔

مغفرت کا اعلان:

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُمْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانِ فَإِنَّهٗ لَيْلَةٌ مُّبَارَكَةٌ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ يَقُوْلُ فِيهَا هَلْ مِّنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَلَهٗ تم پندرہ شعبان کی رات کو قیام کرو، بے شک یہ ایک مبارک رات ہے،اس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کردوں [ہم مغفرت کی تلاش میں تھے۔خوش قسمتی سے آج کی رات ایسی آگئی کہ پروردگار نے خود اعلان کر دیا ہے کہ مغفرت طلب کرنے والے مغفرت طلب کریں تاکہ میں ان کے گناہوں کو معاف کردوں۔

شبِ براءت میں عطائے نبوت:

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو نبوت بھی اسی رات میں ملی تھی۔حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنی اہلیہ صفورہ سلام اللہ علیہا کو لے کر چل رہے تھے۔ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔آپ آگ لینے کے لئے کوہِ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پیغمبری عطا فرما دی۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال   کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

پتھر دل بھی پیش کر دیں:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دعا مانگنے کو دل نہیں کرتا۔ جب یہ عاجز یہ بات سنتا ہے تو دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس لئے کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت جس بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو سب سے پہلے یہی کام کرتے ہیں کہ اس سے دعا کی لذت وحلاوت چھین لیتے ہیں۔ جب کوئی بندہ کہتا ہے کہ دعا مانگنے کو دل نہیں کرتا تو وہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے دعا مانگنے کی لذت چھین لی ہے۔...... آج کی رات اپنے دل کو حاضر کر کے دعا مانگیں۔ اگر دل پتھر بھی ہے تو اس کو بھی اللہ رب العزت کے حضور پیش کر دیں اور کہیں کہ اے مالک! یہ پتھر دل آپ کے سامنے حاضر کر رہے ہیں، اس پر ایک نظر ڈال کر اس کو موم فرما دیجئے۔

تقدیرِ معلّق اور تقدیرِ مبرم:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ (الرعد:39) اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں برقرار رکھتے ہیں۔ اور اسی کے پاس لوحِ محفوظ ہے۔

علمائے کرام نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱) تقدیرِ معلّق

(۲) تقدیرِ مُبرم

جو تقدیر بدل سکتی ہے اسے تقدیرِ معلّق کہتے ہیں۔ اس میں اللہ رب العزت کی مرضی سے ردو بدل ہوتا رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روزانہ تین سو تیس

(۳۳۰) مرتبہ لوحِ محفوظ پر توجہ فرماتے ہیں۔ پھر اس میں سے جو کچھ چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں برقرار رکھتے ہیں۔

تقدیر کا یہ حصہ مشروط ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر......

☆ اگر صدقہ کیا جائے تو بلا اور مصیبت کو ٹال دیا جاتا ہے۔

☆ اگر ماں باپ کی خدمت اور اطاعت کی جائے تو عمر بڑھ جاتی ہے۔

☆ صلہ رحمی عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہے۔

☆ جو کسی غریب کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت عطا فرما دیں گے۔

☆ اگر کوئی بیمار علاج کرے گا تو اللہ تعالیٰ بیماری کو دور فرما دیں گے۔

☆ مصیبت کا فیصلہ ہونا تھا، بندے نے رو رو کر عاجزی کی، اللہ تعالیٰ نے مصیبت کو دور کر دیا۔

☆ جو بندہ زنا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے عمر کی برکت چھین لیا کرتے ہیں۔

☆ دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تو رو رو کر یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! اگر آپ نے مجھے اہلِ سعادت میں سے لکھا ہے تو ان میں قائم رکھئے اور میرا نام ان کی فہرست سے نہ مٹائیے۔ اور اگر تو نے میرے لئے شقاوت (بدبختی) لکھی ہے تو میرا نام اہلِ شقاوت کی فہرست سے مٹا کر اہلِ سعادت کی فہرست میں لکھ دیجئے کیونکہ آپ جو کچھ چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں برقرار رکھتے ہیں، آپ کے پاس ہی ام الکتاب ہے۔

علما نے لکھا ہے کہ تقدیر میں جو تبدیلی کسی عمل یا دعا کی وجہ سے ہوتی ہے اس سے مراد وہ تقدیر ہوتی ہے جو فرشتوں کے علم میں ہوتی ہے۔اس میں بعض اوقات کوئی حکم مشروط ہوتا ہے۔اگر وہ شرط پائی جائے تو وہ حکم بھی لاگو ہوتا ہے اور اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو پھر وہ حکم بھی باقی نہیں رہتا۔بسا اوقات فرشتوں کو اس شرط کا علم ہوتا ہے اور بسا اوقات علم بھی نہیں ہوتا،صرف اللہ رب العزت کے علم میں ہوتی ہے۔اس لئے جب اللہ تعالیٰ اس حکم کو بدل دیتے ہیں تو فرشتے بھی حیران رہ جاتے ہیں۔

ملا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹوں حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ تھے۔ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کشفاً پتہ چلا کہ ملا طاہر کی پیشانی پر ’’ملا طاہر لاہوری شقی‘‘ لکھا ہوا ہے۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسکا تذکرہ اپنے صاحبزادوں سے کر دیا۔چونکہ حضرت کے صاحبزادے ملا طاہر کے شاگرد تھے اسلئے انہوں نے حضرت سے درخواست کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شقاوت کو مٹا کر سعادت سے بدل دیں۔چنانچہ حضرت نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ملا طاہر لاہوری کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا کر سعید کا لفظ تحریر فرما دیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا قبول فرمالی اور ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر شقی کے لفظ کی بجائے سعید کا لفظ لکھ دیا گیا۔

جو تقدیر نہیں بدل سکتی اسے تقدیرِ مبرم کہتے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کے اٹل قسم کے فیصلے ہوتے ہیں اور یہ فیصلے کسی عمل یا دعا کے ساتھ مشروط نہیں ہوتے۔اس لئے ان کو بدلا نہیں جا سکتا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی تقدیر کا بیشتر حصہ مشروط ہوتا ہے، بہت تھوڑا حصہ اٹل ہوتا ہے، وہ ہو کر ہی رہتا ہے چاہے جو مرضی ہو جائے۔میرے دوستو! جب بہت تھوڑا حصہ مشروط ہے تو کیوں نہ ہم رو دھو کر اللہ رب العزت کو منا لیں۔

دو محروم بندے:

حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ آج کی رات میں بڑے بڑے گناہگاروں کی مغفرت ہو جاتی ہے سوائے دو بندوں کے۔

(۱) شرک کرنے والا

(۲) دل میں کینہ رکھنے والا

ایک شرک جلی ہوتا ہے اور ایک شرک خفی ہوتا ہے۔ شرک جلی غیر اللہ کے سامنے جھکنے کو کہتے ہیں۔ مثلاً بت کے سامنے جھکنا وغیرہ۔ اور شرک خفی اپنے نفس کے سامنے جھکنے اور اس کی خواہشات کو پورا کرنے میں لگ جانے کو کہتے ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان حقیقی کی لذت اس وقت تک نصیب نہیں ہوتی جب تک کہ بندہ شرک جلی اور شرک خفی دونوں سے توبہ نہ کرے۔ اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ آج دل میں نفسانی، شہوانی اور شیطانی محبّتیں بھری پڑی ہیں۔ یہ سب نفس کی شرارتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (الجاثیہ:23) کیا دیکھا آپ نے اس کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا۔

گویا رب کو معبود ماننا چھوڑ دیا اور اپنے نفس کو معبود بنالیا۔ اس آیت مبارکہ سے پتہ چلا کہ خواہشات کی پیروی اور پوجا کرنا شرک ہے۔ لہٰذا اگر دلوں میں نفسانی، شہوانی اور شیطانی محبّتیں موجود ہیں تو ان سے آج سچی پکی توبہ کرلیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے آج کی برکت سے محروم ہو جائیں۔

دوسری بات کینہ ہے۔ کسی انسان کے دل میں رنجش اور دشمنی ہونے کو کینہ کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے

انسان اس کے ساتھ مقابلہ بازی، ضد بازی اور دشمنی کرتا ہے۔ اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ بہو کے بارے میں ساس کے دل میں کینہ ہوتا ہے، ساس کے بارے میں بہو کے دل میں کینہ ہوتا ہے، کئی جگہوں پر تو میاں بیوی کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں کینہ ہوتا ہے، دوستوں کے دل میں دوستوں کے بارے میں کینہ ہوتا ہے، کئی جگہوں پر بہنوں کا آپس میں کینہ چلتا ہے، بھائیوں کا آپس میں کینہ چلتا ہے اور بہن بھائی بھی آپس میں کینہ رکھتے ہیں۔ جب تک یہ کینہ بھی دل سے نہیں نکلے گا اس وقت تک آج کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ ہم دعا مانگنے سے پہلے ان دونوں گناہوں سے سچی توبہ کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ان کی وجہ سے مغفرت سے محروم ہو جائیں۔

اچھے گمان سے دعا مانگیں:

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے۔

اس لئے اگر آج ہمارا گمان یہ ہوا کہ پتہ نہیں میری دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں تو پھر ہماری دعا یقیناً قبول نہیں ہوگی، اگر یہ گمان ہوا کہ جی ہماری تو وہ سنتا ہی نہیں (معاذ اللہ) تو وہ یقیناً نہیں سنیں گے اور اگر یہ گمان ہوا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ یقیناً رحمت فرمائیں گے تو پھر یہ دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں یقیناً قبول ہو جائے گی۔

قبولیتِ دعا کے واقعات:

کون کہتا ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ قبول ہوتی ہیں مگر اس کے لئے دل کے یقین کی ضرورت ہوتی ہے۔ یقین کیجئے کہ ہم نے اپنی زندگی میں قبولیتِ دعا کے سینکڑوں واقعات دیکھے ہیں۔ مثال کے طور

پر......

☆......ہمارے ایک دوست چیف انجینئر تھے۔اللہ کی شان کہ وہ ایک دفعہ پاگل ہو گئے۔حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا۔ہمیں کئی مہینوں کے بعد پتہ چلا۔ہم ان سے ملنے کے لئے ان کے گھر گئے۔ہم یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ ان کو ان کے گھر والوں نے باندھا ہوا تھا کیونکہ ان کی عقل کام نہیں کرتی تھی اوران کو اپنے نفع نقصان کا پتہ نہیں تھا۔ان کے بیوی بچوں کا رورو کر برا حال تھا۔ذکر وفکر کرنے والے چند نیک لوگ وہاں تشریف لے گئے۔ہم بھی ان کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔اللہ کے نیک بندوں نے وہاں بیٹھ کر اللہ تو بہ کی اور پھران کے لئے دعا مانگی۔اللہ تعالیٰ نے وہ دعا قبول کر لی۔اور بغیر علاج کے ان کو دوبارہ عقل کی نعمت عطا فرما دی۔اس وقت وہ سعودی عرب میں دوبارہ چیف انجینئر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

☆......ہمارے ایک دوست ڈاکٹر تھے۔ایک دن وہ اپنے کلینک میں آئے۔گاڑی سے اترے تو اترتے ہی ان کی آنکھوں کی بینائی زائل ہوگئی۔جب وہ کسی آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر پہنچے تو گھر میں کہرام مچ گیا۔گھر والوں کا رورو کر برا حال ہو گیا۔انہوں نے ملک کے صدر کے آئی سپیشلسٹ کو بلا کر بھی چیک کروایا مگر اس نے بھی جواب دے دیا کہ یہ بینائی واپس نہیں آسکتی۔چنانچہ وہ ناامید ہو کر بیٹھ گئے۔اللہ کی شان کہ وہ سلسلے کے دوست تھے۔دوستوں کو پتہ چلا تو ذکر وفکر کرنے والے دوست وہاں پہنچ گئے۔ہم بھی ان دوستوں کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔سب نے مل کر وہاں اللہ تو بہ کی اور انکے لئے دعائیں کیں۔الحمدللہ، ہم نے اپنی زندگی میں اس ڈاکٹر کی بینائی کو لوٹتے ہوئے دیکھا ہے۔اللہ رب العزت نے بغیر دوائی کے ان کی آنکھوں کی بینائی لوٹا دی۔

رحم کی اپیل:

دل سے غلط محبّتوں کو نکال دیجئے اور سینہ صاف کر لیجئے۔ کہیں کوئی ایسا ویسا تعلّق ہے تو آج اس تعلّق سے سو فیصد توبہ کر لیجئے۔ دل میں کہیں گناہ کا ارادہ پھنسا ہوا ہے تو آج اس ارادے کو دل سے نکال لیجئے۔ اگر دل میں کسی کے بارے میں کینہ ہے تو آج اس کینے کو بھی دل سے نکال دیجئے، پھر دیکھئے کہ اللہ کی رحمت کیسے چھم چھم برستی ہے۔

یہ بات یاد رکھئے کہ اگر ہم پر گناہوں کا مقدمہ چلایا جائے گا تو ہم ہار جائیں گے اس لئے کہ ہم گنہگار ہیں ۔مقدمے کے بعد ایک چیز ''رحم کی اپیل'' ہوتی ہے۔ اب ہماری حالت اس بندے کی سی ہے جو مجرم ہے اور اپنے کسی بڑے کے سامنے رحم کی اپیل کر رہا ہے۔ ہم بھی اپنے پروردگار سے رحم کی اپیل کر رہے ہیں۔ اگر رحم فرما دے تو ہماری بگڑی بن جائے گی۔ وہ تو بڑا کریم اور مہربان پروردگار ہے۔ اس پروردگار نے تو ابلیس کی بھی دعا قبول کر لی تھی۔ اس نے کہا تھا،

رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (الحجر:36) اے اللہ! مجھے قیامت تک مہلت دے دیجئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ فرعون کے زمانے میں ایک مرتبہ دریائے نیل بند ہو گیا۔ وہ بڑا پریشان تھا۔ چنانچہ اس نے تنہائی میں دعا مانگی کہ اے اللہ! میں لوگوں کے سامنے تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں لیکن اب میں پریشان ہو چکا ہوں، اب اگر تو موجود ہے تو اس دریائے نیل کو پھر جاری کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مردود کی دعا قبول کر کے دریائے نیل کو جاری کر دیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے خطا کار لوگوں کی دعائیں قبول کر لیتا ہے تو پھر ایمان والوں کی دعائیں کیسے قبول نہیں فرمائیں گے۔

استغفار اور صفتِ ربوبیت:

طالب علموں کے لئے ایک علمی نکتہ عرض کرتا ہوں ......قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی استغفار کا لفظ آیا ہے وہاں اللہ رب العزت نے اکثر و بیشتر اپنی صفتِ ربوبیت کا ذکر ضرور کیا ہے۔ مثال کے طور پر......

...... فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ (نوح:10)

...... فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ (صٓ:24)

...... فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (النصر:3)

اللہ تعالیٰ خالق اور مالک بھی ہیں۔ اور استغفار کے ساتھ اپنی خالقیت یا مالکیت والی صفت بھی بیان کر سکتے تھے۔ لیکن فقط ربوبیت والی صفت بیان فرمائی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنی ربوبیت کا تذکرہ کیوں فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رب وہ ذات ہے جو انسان اور باقی تمام ذی روح اشیاء کی پرورش کرتی ہے، اس لئے اللہ رب العزت نے یہاں رب کا لفظ استعمال فرمایا۔ چونکہ ماں باپ مجازی طور پر بچے کی پرورش کرتے ہیں اس لئے یہ ربوبیت اور تربیت کا لفظ ان کے لئے بھی استعمال کیا گیا۔ كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنیٓ اسرآئیل:24) یہ قرآن مجید کے الفاظ ہیں جو ماں باپ کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

ماں باپ چونکہ بچے کی پرورش کرتے ہیں اس لئے ان کو بچے کے ساتھ ایک فطری لگاؤ ہوتا ہے۔ ماں زیادہ وقت لگاتی ہے اس لئے اسے باپ کی نسبت بچے سے زیادہ محبّت ہوتی ہے...... ماں کو اپنے بچے سے کتنی محبّت ہوتی ہے؟......اگر بچہ دوسرے کمرے میں روئے تو ماں کبھی نہیں بیٹھے گی، وہ کھانا اور سب کام چھوڑ کر اور راستے کی رکاوٹ دور کر کے بچے کے پاس پہنچ جائے گی۔ اگر کوئی نہیں پہنچنے دے گا

تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو جاری ہو جائیں گے اور وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگ جائے گی۔ اس لئے کہ ماں کو بچے کے ساتھ ایک جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔ بلکہ اگر بیٹا اپنا نہ بھی ہو، بھائی کا بیٹا پالا ہوا ہو تو اس پالنے کی وجہ سے اس بچے کے ساتھ بھی اس کو فطری محبّت ہو جاتی ہے۔ وہ اسے اپنے بیٹوں سے بھی بڑھ کے پیارا لگتا ہے۔...... اللہ رب العزت نے جہاں استغفار کا لفظ ارشاد فرمایا وہاں اپنی صفت ربوبیت کا تذکرہ بھی فرمایا۔ گویا اللہ تعالیٰ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ،

''اے میرے بندو! ماں نے تم کو پالا ہے اور ماں کو تم سے محبّت ہے، میں بھی تمہارا پالنے والا ہوں مجھے بھی تم سے محبّت ہے۔ تم بچپن میں ماں کے سامنے روتے تھے تو وہ تمہاری ضرورتیں پوری کرتی تھی اور اب اگر تم میرے سامنے رؤو گے تو میں تمہارے اس رونے کو قبول کرلوں گا، مانگو گے تو میں تمہیں کبھی انکار نہیں کروں گا، میرے در پر آکر جھکو گے تو میں تمہیں دھکے نہیں دوں گا۔ میں تمہیں بے سہارا نہیں کروں گا، میں تمہیں غیروں کے حوالے نہیں کروں گا، میں پروردگار ہوں، میں نے تمہیں پالا ہے، اب تم استغفار کرو اس پروردگار کے سامنے جس نے تمہیں بچپن سے پال کر جوان کیا اور جوانی سے پال کر بڑھاپے تک لے آیا''

گناہوں کو بخشوانے کا وقت:

میرے دوستو! یقین کیجئے کہ ہم نے اتنے گناہ کیے ہیں کہ ہمارے سر پر پہاڑوں جیسے بوجھ ہیں۔ اگر وہ بوجھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے کھول دیئے تو کتنی شرمندگی ہوگی۔ آج ان گناہوں کو بخشوانے کا وقت ہے۔ رب کریم وہ ذات ہے جو ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے تو اس کو کوئی پوچھنے والا بھی نہیں۔ وہ پروردگار چاہیں گے تو ہمارے مقدر کے فیصلے فرما دیں گے اور ہمیں اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں میں شامل فرما دیں گے۔ ہم جو سوچتے پھرتے ہیں کہ ہمارے دل پتھر ہیں تو آج اس پتھر کو موم

کروانے کی ضرورت ہے۔لہٰذا اب اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ پروردگارِ عالم ہم پر اپنی رحمت فرما دے اور ہماری دعاؤں کو قبول فرما لے۔(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اشعار مراقبہ

دل مغموم کو مسرور کر دے　دل بے نور کو پر نور کر دے
فروزاں دل میں شمع طور کر دے　یہ گوشہ نور سے معمور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا　خدایا! اس کو بے مقدور کر دے
مئے وحدت پلا مخمور کر دے　محبّت کے نشے میں چور کر دے
میرا ظاہر سنور جائے الٰہی!　میرے باطن کی ظلمت دور کر دے